

انجیل برناباس اور پیغمبر خاتم

بشیر محمود

برناباس کی انجیل کا انگریزی متن قرآن کنسل آف پاکستان کراچی نے گزشتہ سال شائع کر دیا ہے۔ اس طرح یہ نایاب انجیل ایک بار پھر دستیاب ہے۔ اور علمی و مذہبی حلقوں میں بجا طور پر غور و فکر کی مستحق ہے۔ جناب برناباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک ممتاز حواری تھے۔ ان کے پیچھے پیروکار اردان کی صحبت کے فیض یافتہ تھے۔ ان کی مجالس میں رہ کر برناباس نے جو کچھ دیکھا اور سنا ان کی وصیت کے مطابق کتاب کی صورت میں مرتب کر دیا۔ حضرت عیسیٰ نے ان سے آخری ملاقات میں فرمایا تھا :-

”دیکھو برناباس ! اس دنیا میں میرے قیام کے دوران جو جو واقعات رونما ہوئے ہیں۔ انہیں ضرور کتاب کی صورت میں درج کرنا اور یہ سب تفصیلات اس انداز میں لکھنا کہ سودا پر جو بیعتی ہے (وہ لوگوں کو معلوم ہو جائے) اور ایمان دار لوگ حقیقت حال سے آگاہ ہو جائیں اور ہر شخص کو سچائی کا یقین ہو جائے۔ چنانچہ برناباس نے سب واقعات اور حضرت عیسیٰ کے فرمودات و مواظظ بڑی تفصیل سے قلم بند کر دیئے اور اس طرح انجیل برناباس معرض تحریر میں آگئی۔

یہ انجیل صدیوں تک عیسائی دنیا میں شریعت کی ایک اہم دستاویز تصور کی جاتی رہی۔ اسے کم از کم ۳۲۵ء تک عام قبولیت و احترام کی فضیلت حاصل رہی اور اس پر کسی کو اعتراض اور تنقید کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی بلکہ اسے مصر اور شام وغیرہ کے کلیساؤں میں درس و تدریس کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔

عبرانی زبان کی یہ انجیل ۳۲۵ء میں دوسری بے شمار انجیل کے ساتھ متروک قرار دی گئی اور اس کا پڑھنا یا اپنے پاس رکھنا منوع ٹھہرایا گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۳۲۵ء میں روم کے شاہ قسطنطین نے عیسائی ملاحوں کا ایک عظیم اجلاس منعقد کیا (نیسے) انیسیا یا نیقیہ NICAEA

ترکی کا ایک شہر، اس کا موجودہ نام ازنیک (ISNİK) ہے اس مجلس کے انعقاد کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسیحیت کے عقائد و احکام دونوں کے جائیں اور اناجیل کے بہت سارے نسخوں میں سے معتبر و مسلم کا انتخاب کیا جائے۔ اس مجلس میں شرکت کے لئے کم از کم ۳۱۸ پادری آئے ہوئے تھے۔ صدارت کے فرائض خود شاہ قسطنطین نے سرانجام دیئے یہ مجلس ۲۰ مئی سے ۲۵ جولائی تک جاری رہی اور اس کی کئی طول طویل نشستیں ہوئیں اس کے اختتام پر بادشاہ کی منظوری سے ایک فرمان جاری کیا گیا جس میں یہ الفاظ بھی شامل تھے کہ ہم ایک خدا قادر مطلق باپ پر ایمان رکھتے ہیں جو تمام مرنی اور غیر مرنی اشیاء کا خالق ہے اور ایک خداوند یسوع مسیح پر یقین رکھتے ہیں جو خدا کا بیٹا ہے، مصنوع نہیں بلکہ مولود ہے اس کا اور باپ کا جو ہر ایک ہی ہے۔ مشہور مصنف ول ڈیوراں میں بتاتا ہے کہ اس فارمولے پر سوائے پانچ کے سبھی پادریوں نے دستخط ثبت کر دیئے۔ بعد ازاں موقع کی نزاکت دیکھ کر تین اور پادریوں نے دستخط کر دیئے۔ ادریس پادری اور اس کا ایک ساتھی اپنے عقائد پر ڈٹے رہے اور انہوں نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا کونسل نے ان دو کی تکفیر کا فتویٰ صادر کر دیا اور بادشاہ نے انہیں جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ اس طرح اس مجلس میں ایک تو پہلی بار سرکاری طور پر تثلیث کا عقیدہ تسلیم کر لیا گیا۔ اور دوسرے صرف اناجیل اربعہ انتخاب کا شرف حاصل کر سکیں، باقی متردک و مردود ٹھہریں۔ یہ پہلا دن تھا کہ مسیحیت دین عیسوی کا متحد عقیدہ ہو گیا۔ اب غیر یہودی یعنی رومیوں، لیتانیوں اور مصریوں کے توہمات اور رسومات دین عیسوی کے شریک غالب ہو گئے۔ یہاں تک کہ سو برس کے بعد حضرت مریم کی پرستش بھی بحیثیت خدا کی ہاں کے جرء دین ہو گئی۔ اگرچہ قسطنطنیہ کے بطریق نے ۴۵۱ء میں اسی نئی بدعت کی سخت مخالفت کی لیکن اب خدائی عنصر اس قدر غالب تھا کہ نسطور اور اس کے متبعین بھی دین سے خارج کر دیئے گئے۔

القصد چار انجیلوں کے انتخاب کے معاملہ میں کوئی دینی یا علمی معیار مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ انجیل برناباں اور اسی قسم کی دیگر اناجیل جب مروجہ عقائد کے خلاف سمجھ گئی تھیں تو انہیں غیر معتبر اور خطرناک قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ انجیل برناباں اور دوسری عبرانی اناجیل کو نیسے کی کونسل کے بعد حکماً تفت کرنے کو کہا گیا اور ایسی اناجیل کو اپنے پاس رکھنا بھی واجب التفت جرم بتایا گیا۔ ۵۵

۳۸۳ میں پوپ نے انجیل مذکورہ کا ایک نسخہ حاصل کر کے اپنے ذاتی کتب خانے میں محفوظ کر لیا۔
 کون جانتا تھا کہ یہ نسخہ جسے پوپ نے ضبط کر کے یہ سمجھ لیا تھا کہ اسے دنیا سے معدوم کر دیا گیا ہے باز
 یافت کے بعد اپنی موجودگی کا بے آواز بلند اعلان کرے گا۔ بہر حال صدیاں گزر گئیں اور اس کا ذکر مذکور
 بھی مناسب نہیں تصور کیا گیا، تھے کہ سولہویں صدی کے اختتام کا زمانہ آپہنچا اس وقت کا پوپ سکسٹس تھا
 جس کے زمانہ اقتدار (۱۵۸۵ء-۱۵۹۰ء) میں اس انجیل کا اصل نسخہ اس کے کتب خانے سے دریافت ہوا۔
 جارج یل نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کے دیباچے میں لکھا ہے کہ اصل نسخہ ایک عیسائی
 داسب فرامرنیو نے دریافت کیا۔ اس کا قطعہ لیل ہے کہ فرامرنیو نے کچھ عرصہ قبل آریوس پادری
 (۱۲۰۰-۱۳۰۰ء) کی کچھ تحریریں پڑھی تھیں جن میں سینٹ پال کے خلاف خیالات کا اظہار کیا گیا تھا اور
 برناباس کی انجیل کے حوالے دیئے گئے تھے۔ چنانچہ اس بنا پر فرنیو اس انجیل کے مطالعے کا بڑا خواہشمند
 تھا۔ کہ خدا کا ایسا ہوا کہ اسے پوپ سکسٹس انجیم کے تقرب کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ ایک روز وہ پوپ کی محبت
 میں حاضر تھا۔ وہ دونوں کتب خانے میں تھے کہ پوپ کو فرنیو آگئی اور وہ سونے کے لئے چلا گیا۔ فرنیو نے
 مطالعے کے لئے کتب کا انتخاب کرنا چاہا۔ اتفاق کی بات ہے کہ پہلی ہی کتاب جو اس کے ہاتھ لگی یہی انجیل تھی
 جس کا وہ ایک مدت سے متلاشی تھا۔ اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور اسے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھنے لگے
 اپنی آیتیں میں چھپا کر دال سے لے گیا۔ پڑھنے کے بعد اس کے مندرجات سے متاثر ہو کر وہ مشن بہ اسلام ہو گیا۔
 فرنیو اطالوی تھا مگر عبرانی زبان بھی جانتا تھا۔ اسی لئے وہ باسانی اپنی مطلب کتاب پہچان گیا۔ پھر اس کا ترجمہ
 اپنا مادری زبان اطالوی میں کر دیا۔ اسے یہ اطالوی ترجمہ بھی ایک مدت تک دنیا کی نظروں سے محض رہا۔
 بلکہ جب تک یہ اطالوی ترجمہ دریافت نہیں ہوا تھا، اس وقت تک یہ انجیل
 دنیا کی نظروں سے ادھیل ہی رہی۔ لیکن اطالوی ترجمے کے ساتھ ہی گویا یہ انجیل اہل
 کیس کی دستبرد سے نکل گئی اور اس کا منظر عام پر آنا ممکن ہو گیا۔ یہ اطالوی ترجمہ ۱۵۸۵ء میں دریافت
 ہوا جس نے دنیا بھر میں ہلکے بچا دیا۔ اس دریافت کا حال انجیل برناباس کے عربی مترجم ڈاکٹر فیصل مسامت
 (مصری مسیحی عالم، کی زبانی سنئے۔

”ان لوگوں میں سے جی کا نشان تاریخ نے نہیں ملایا، سب سے پہلے اس انجیل کا ایطالی زبان
 کا نسخہ شاہ پروشیا (برمنی) کے مشیر مسیحی کریر نے پایا تھا۔ جس وقت یہ نسخہ اس کو ملا ہے، اس وقت

وہ ایپسٹلزم (اپلیٹڈ) میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس نے فرانز میں اس کتاب کو شہرہ ذکر کے ایک مشہور اور معزز آدمی کے کتب خانے سے حاصل کیا۔ کریم نے کتاب کے اصل مالک کی تعریف نصرت انہی مذکورہ بالا گولی مول الفاظ میں کی ہے مگر اثنائے کلام میں اس کی نسبت اتنا اور کہہ گیا ہے کہ وہ معزز شخص اس کتاب کو نہایت قیمتی چیز خیال کرتا تھا۔ بہر حال کریم طولند نے یہ کتاب وہاں سے اڑا لی اور اس کے چار سال بعد پرنس اورجین ساؤی کو نند کے طہ پر مے دی۔ پرنس مذکورہ بڑا جنگجو اور مشہور دلیر تھا۔ اس کو آئے دن جنگ و جدل ہی سے سروکار رہتا تھا۔ لیکن باوجود ایسی جنگ جئی اور سیاسی شغل میں گہری معرفت کے اس کو علم اور تاریخی یادگاروں کا بے حد شوق تھا۔ ۱۷۳۸ء میں انجیل برنہس کا یہ نسخہ پرنس اورجین ساؤی کے تمام کتب خانے کے ساتھ دیانا کے شاہی دربار میں منتقل ہو گیا اور اب تک وہ اسی کتب خانے میں موجود ہے اس بیان سے معلوم ہوا کہ کریم نے یہ قیمتی نسخہ ۱۷۰۹ء میں حاصل کیا اور ۱۸۱۳ء کے لگ بھگ شہزادے کو پیش کیا پھر ربع صدی تک اسی کی تحویل میں رہا، بعد ازاں امپریل لائبریری دیانا میں پہنچ گیا جہاں آج تک محفوظ ہے۔

اس زمانے میں اس انجیل کے ایک سپاؤی ترجمے کا بھی سراغ ملتا ہے۔ بقول جارج سیل اس کا سپاؤی مسودہ بڑا غوش خط لکھا ہوا تھا۔ لیکن اس کا آخری حصہ قدسے غراب ہو چکا تھا۔ اس کے حارو میں صفحات کٹے اور دو سو بائیس طواب جن کی طوالت غیر مساوی تھی میں کچھ بہت چھوٹے اور کچھ بہت بڑے پھر اس کتب سرمدق پر یہ بات درج تھی کہ یہ ترجمہ اطالوی سے کیا گیا ہے اور اس کا ترجمہ کوئی امدانی مسلمان نے اوردی تھا۔ اس مسئلے میں ڈاکٹر مسامت خلیل کی یہ تقریمات بھی قابل ملاحظہ ہیں کہ نسخہ شہرہ ملی (میشائو) کے ڈاکٹر جلم سے مشہور مشرق سیل نے اڑایا اور سیل کے بعد یہ کتاب ڈاکٹر منک ہوس کو ملی جو نیو یارک کے کونسل کلے کا ایک ممبر تھا اور اس نے اس کا ترجمہ ایک انگریزی زبان میں کر ڈالا اور بعد ازاں اس نے ۱۷۴۸ء میں یہ ترجمہ مر اصل سپاؤی کتاب کے ڈاکٹر ہیوٹ نامی ایک مشہور پروفیسر کو نذر کر دیا۔ ڈاکٹر ہیوٹ نے اپنے ایک درس میں جو وہ طلبہ کے لئے خاص طور پر تیار کیا کرتا تھا اس نسخے کا ذکر کیا اس کی کچھ عبارتوں کے ٹکڑے بھی ان کو بطور استہساو کے سنائے ترجمے کے ساتھ ملایا اور دیکھا تو معلوم ہوا کہ سپاؤی زبان کا اسی ایطالی زبان کے نسخے کے تحت لفظی ترجمہ ہے۔ بعد ازاں اس کی کوئی خبر نہیں ملتی اور نہ کچھ نشان و تہ آتا ہے۔

اس ایکویڈیا آن ویلجی اینڈ ایٹیکس نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ہپانوی نسخہ کسی زمانے میں موجود تو تھا مگر اب ناپید ہو چکا ہے۔ ۳۱

انجیل برناباس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۰۷ء میں کینزٹن پریس آکسفورڈ سے اطالوی متن کے ساتھ شائع ہوا۔ ظاہر ہے یہ ترجمہ دیانا کے اطالوی مسودے ہی سے کیا گیا تھا۔ ۳۲

تدوین اور ترجمے کا کام لانس ٹیل اور لوراریگ نے کر لیا تھا۔ بقول ڈاکٹر عابد احمد علی، ایک صفحے پر اطالوی ترجمہ ہے اور اس کے مقابلے کے صفحے پر انگریزی ترجمہ ہے۔ اس کے ۶ صفحات تو لغات کے ہیں اور ۹ صفحات دونوں متن اطالوی اور انگریزی کے ہیں، بعد ازاں اشاریہ بھی ہے ۳۳

یہ انگریزی ترجمہ بھی پُر اسرار طور پر غائب کر دیا گیا۔ چنانچہ اب دنیا میں اس کے صرف چند گنتی کے نسخوں کی موجودگی کا علم ہو سکا ہے۔ لیفٹیننٹ کرنل ایم اے رحیم نے ”انجیل برناباس“ کے ضمیمہ نمبر ۳ میں لکھا ہے کہ اس ترجمے کے صرف دو نسخوں کا علم ہو سکا ہے ان میں سے ایک برٹش میوزیم میں ہے اور دوسرا کانگرس لائبریری واشنگٹن میں۔ ۳۴ اس کا ایک اور نسخہ بیت القرآن لاہور کے ڈاکٹر یحیٰی مرحوم ڈاکٹر عابد احمد علی کے کتب خانے میں بھی تھا۔

انگریزی ترجمے ہی سے اس انجیل کا عربی ترجمہ مصر کے ایک سیسی عالم ڈاکٹر خلیل بک سادات نے کیا تھا اور علامہ رشید رضا نے اسے اپنے مبسوط مقدمے کے ساتھ مصر سے شائع کر دیا تھا۔ اسی عربی ترجمے سے مولوی محمد سلیم انصاری نے اردو ترجمہ تیار کیا جو ۱۹۶۷ء میں لاہور سے شائع ہوا۔ یہ ترجمہ بالعموم لفظی ہے اور شگفتہ اور مؤثر نہیں، بعض مقامات پر تو مفہوم بھی غیر واضح رہ جاتا ہے۔ قرآن کونسل آن پاکستان نے اس انجیل کی اشاعت کے لئے کانگرس لائبریری واشنگٹن سے اس کے مائیکروفلم حاصل کئے اور اس کا انگریزی متن ۱۹۷۳ء کے آغاز میں طبع کر دیا۔ یہ نسخہ بایک ٹائپ کے ڈھائی سو صفحات پر مشتمل تھا۔ کاغذ نہایت معمولی تھا اس وقت صرف یہ مقصد پیش نظر تھا کہ متن کسی طرح محفوظ رہ جائے اس کا دوسرا اعلیٰ ادیشن اگست ۱۹۷۳ء میں زلیو طبع سے آراستہ ہوا۔ اس انجیل کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ کی بڑی واضح اور کھل کھلی بتائیں درج ہیں جو انہوں نے پغمبرِ آخر الزماں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں دی تھیں۔ جو بیس پچیس مقامات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم لڑائی آیا ہے۔ لیفٹیننٹ کرنل ایم اے رحیم کی اطلاع کے مطابق اس انجیل کے مطالعے سے متاثر ہو کر امریکہ میں کئی عیسائی خاندان مسلمان ہو چکے ہیں۔ ۳۵

حوالہ جات

1. "The Gospel of Barnabas" —221:1-6 (The Quran Council of Pakistan, Karachi, Aug. 73)
 2. "The Story of Civilization", Part III Caesar and Christ: Will Durant, P. 660 (We believe in one God the Father Almighty, the maker of all things visible or invisible; and in one Lord Jesus Christ, the Son of God, begotten, not made, being of one essence (homouousin) with the Father.
 3. "The Story of Civilization," Part III, p. 660
 - 4 - تاریخ صحیفہ سادی: سید ذواب علی رکتیہ انکار کراچی، طبع چہارم، ص ۱۱۰
 5. "The Gospel of Barnabas", Appendix III, P. 284
 - 6 "The Gospel of Barnabas", Appendix III, P. 284
 7. "The Koran", Translation by George Sale, Introduction (To the Reader), Frederick Warne and Co., London and New York, 1890.
 8. "The Gospel of Barnabas", First Impression, early 1973, Printed from, Microfilms, Quran Council of Pakistan, Foreward by Lt. Col. M.A. Rahim (first page)
 - 9 - "انجیل برناباس": اردو ترجمہ از مولوی محمد سلیم انصاری، مطبوعہ ۱۹۱۶ء لاہور (دیباچہ مترجم عربی ڈاکٹر سعادت خلیل ص ۲-۳) -
 10. "The Koran", Translation by George Sale, Introduction (To the Reader). His words are as follows: The book is a moderate quarto, in Spanish, written in a very legible hand, but a little damaged towards the latter end. It contains two hundred and twenty two chapters of unequal length, and four hundred and twenty pages; and is said, in the front, to be translated from the Italian, by an Arragonian Moslem, named Mostafa de Aranda.
 - 11 - "انجیل برناباس": دیباچہ مترجم عربی ڈاکٹر سعادت خلیل، ص ۳-۵ -
 12. Encyclopaedia of Religion and Ethics, Vol. VI, P. 351 (Fourth Impression 1959).
 - 13 - اُس کے سپہ صفحے پر یہ الفاظ درج کئے گئے تھے:
- Edited and translated from the Italian Ms. in the Imperial Library at Vienna.
- 14 - ڈاکٹر عابد احمد علی: مکتوب بنام بشیر محمود - ۱۲ اگست ۱۹۷۳ء
 15. "The Gospel of Barnabas", Aug. 73, Appendix III, P. 285
 - 16 - لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ ایم اے رحیم: مکتوب بنام بشیر محمود، ۲ دسمبر ۱۹۷۳ء -